محمد اشرف سمون

حریت و آزادی کے علمبردار
علامہ تاج محمود امروٹیؒ

سندھ کی سرزمین ہمیشہ سے بڑی مردم خیز رہی ہے ہر دور اور ہر صدی میں اس سرزمین نے بڑے بڑے محدث، فقیہہ، عالم درویش اور اہل اللہ کو جنم دیا ہے۔ تصوف کے اعتبار سے اس صوبہ کو سب سے زیادہ اولیت حاصل ہے۔ سندھ میں ایک اہم درگاہ بھرچونڈی شریف کی ہے جہاں پر حضرت حافظ محمد صدیق کے علم کا فیض آج بھی جاری و ساری ہے۔ حافظ محمد صدیق کے خلیفہ اول سید تاج محمود امروٹی جن کا مزار شکارپور ضلع کے قصبہ امروٹ شریف میں واقع ہے ۱۳ویں صدی کے آخر اور ۱۴ویں صدی کے اوائل کے مشہور عالم گزرے ہیں مولانا سید تاج محمود امروٹی ولد سید عبدالقادر عرف پورل شاہ پیر پالو شریف کے قریب ایک دیوانی نامی گاؤں میں ۱۲۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک باکمال بزرگ تھے اس وقت سندھ کے مشہور بزرگ حافظ محمد صدیقؒ کی شاگردی اختیار کی۔ علامہ تاج محمود امروٹی گفتار و کردار، علم و عمل، شریعت و طریقت کی زندہ مثال تھے۔ ان کے ہاتھوں پر ہزاروں غیر مسلموں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ مولانا عبیداللہ سندھی بھی آپ کے مدرسہ میں مدرس رہ چکے ہیں۔ مولانا تاج محمود امروٹیؒ انگریز حکمرانوں کے سخت مخالف تھے وہ حریت و آزادی کے علمبردار تھے ان کی زندگی کا صرف ایک ہی نصب العین تھا کہ انگریز حکمران اس ملک سے چلے جائیں۔

اس زمانے میں سکھر بیراج کی کھدائی کا کام جاری تھا اور جو مساجد بیراج کے راستے میں آرہی تھیں انگریز حکومت انھیں شہید کر رہی تھی۔ علامہ تاج محمود امروٹی نے تحفظ مساجد کی ایک منظم تحریک چلائی۔ آپ فرماتے تھے کہ ہماری زندگی میں اللہ کے ان گھروں کو اگر شہید کر دیا جائے تو ہمیں دریائے سندھ میں ڈوب کر مر جانا چاہیئے۔ تحفظ مساجد کی یہ تحریک پورے سندھ میں اتنی زور پکڑ گئی کہ انگریز سرکار سر جھکانے پر مجبور ہوگئی اور مساجد کو شہید کرنے کا سلسلہ روک دیا گیا

اور بیراجوں کا رُخ موڑ دیا گیا۔ آج بھی امروٹ شریف کے قریب ایک تاریخی مسجد دریا کے وسط میں ہے یہاں پر نہر کا رُخ موڑنا مشکل کام تھا۔ آخر کار مولانا کے مشورہ پر حکومت نے دریا کے وسط میں ستونوں پر مسجد تعمیر کی جس کے نیچے پانی بہتا ہے اور ستونوں پر اللہ کا گھر قائم ہے۔ ہزاروں لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر اس تاریخی مسجد میں زیارت کے لیے اور نوافل ادا کرنے جاتے ہیں۔ علامہ تاج محمود امروٹی نے جہاد کے علاوہ تبلیغ اور درس و تدریس کے کام کو بھی جاری رکھا۔ سندھ سے شرک و بدعت اور دوسری گمراہیوں کے خاتمہ کے لیے آپ نے باقاعدہ ایک تحریک چلائی اور بدعات اور جاہلانہ رسوم کا خاتمہ کیا۔ اس زمانے میں انگریز حکومت نے ملا اسکول کھول کر مولویوں کو تنخواہ پر مقرر کرنے کا حکم دیا تھا۔ علامہ موصوف انگریز کی اس چال کو سمجھتے تھے چنانچہ انھوں نے ملا اسکولوں کی مخالفت کی اور اس کے برعکس پورے سندھ میں دینی مدرسے قائم کیے جو آج بھی جاری و ساری ہیں۔

خود اپنے آبائی گاؤں امروٹ شریف میں بہت بڑا مدرسہ قائم کیا جس میں سینکڑوں طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مولانا عبیداللہ سندھی کو اس مدرسہ میں مدرس مقرر کیا آپ بھی طلبہ کو دینی تعلیم دیتے تھے۔ قرآن پاک کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس وقت بھی تمام تراجم میں مولانا امروٹی کے ترجمہ کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور ترجمہ کو نہیں۔ علامہ موصوف کی وفات کے بعد سید محمد شاہ امروٹی ان کے جانشین بنے۔ اس درگاہ کو یہ فیض حاصل ہے کہ یہاں کے بزرگوں نے دینی علوم کے فروغ کے علاوہ آزادی اور جمہوریت کے لیے بھی زبردست کام کیا۔ سید محمد شاہ امروٹی ایک باکمال بزرگ ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑے عالم، مجاہد با اخلاق و باکردار جمہوری انسان تھے انھوں نے پوری زندگی ظالم اور جابر حکمرانوں کو للکارا اس وجہ سے انھیں کئی مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھانی پڑیں جب تک وہ زندہ رہے، جمعیت علمائے اسلام سے وابستہ رہے جمعیت کی سندھ کی صدارت ہمیشہ ان کے حصہ میں رہی۔ مفتی محمود مرحوم کے قریبی ساتھی اور دوست تھے بلکہ مفتی محمود صاحب فرمایا کرتے تھے امروٹی صاحب کی موجودگی میں جمعیت کی صدارت کسی کو نہیں دی جا سکتی۔ آپ وفات تک جمعیت کی صدارت پر فائز رہے۔ ایم آر ڈی کی تحریک میں آپ کا بڑا نمایاں کردار رہا۔ تحریک کے دوران مارشل لا حکومت نے آپ کو سکھر جیل میں نظر بند کر دیا در

بقیہ صفحہ ۳۵